سوال

(72)جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا شرعاً درست ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱)جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا شرعاً درست ہے، یا مکروہ غیر جائز،

(۲)جنازہ سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی سورۃ کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳)جنازہ کی نماز زور سے پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

((الحمدللّٰہِ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین))

(۱) سورۃ فاتحہ کا نماز جنازہ میں پڑھنا مسنون ہے (۱) ہے، احادیث مرفوعہ، وموقوفہ وآثار صحابہ سے ثابت ہے، فاضل علامہ عبدالحی لکھنوی راقم امام الکلام صفحہ ۲۳۳ میں فرماتے ہیں۔

(۱) سوال کے مطابق جواب دیا گیا ہے، ورنہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے،بحدیث عبادہ مرفوعاً

((اعلم انہ قدم وردت احادیث مرفوعۃ واٰثار موقوفۃ دالۃ علی شرعیۃ قرأۃ الفاتحۃ بعد التکبیرۃ الاولیٰ من صلوٰۃ الجنازۃ ووردت بعض الاٰثار یترکھا واختلف الصحابۃ فی فعلھا وترکھا وتبع ذٰلک اختلاف الائمۃ فی ذٰلک والمرجح ذٰلک ھو القرأۃ علی وجہ الاستحباب والسنۃ لثبوت ذٰلک بالاخبار المتواردۃ وھی وان کان بعضھا ضعیفۃ لکن ضم بعضھا الی بعض یعطی الوثاقۃ والقول بالکراھۃ مطلقاً۔ او بالکراھۃ نیۃ القران لابنیۃ الثناء لایدل علیہ دلیل باحد وجوہ الدلالۃ))

''اچھی طرح معلوم کرلو کہ جنازہ کی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنے کی مشروعیت میں مرفوع حدیثیں اور آثار موقوفہ دلالت کند واردہیں، بعض آثار صحابہ سے اس کا نہ پڑھنا بھی آیا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پڑھنے نہ پڑھنے میں اختلاف کیا ہے، انہی اختلاف کی بنا پر ائمہ کا بھی اختلاف ہوا ہے، ترجیح پڑھنے ہی کو ہے، خواہ استحباب کی بنا پر خواہ مسنونیت کی بنا پر، حدیثوں کے ثابت ہونے کی وجہ سے اس امر میں گو بعض میں ضعف ہے، مگر ایک دوسرے سے مل کر قوت ہوجاتی ہے، رہا مکروہ مطلق کہنا قرآن کی نیت سے پڑھنے کو مکروہ کہنا، سو اس پر کوئی دلیل پائی نہیں جاتی دلالت کی کسی بھی وجوہات سے۔''

التعلیق المجد حاشیہ موطا امام محمد صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔

((نفس القرین ثابت فلا سبیل الی الحکم بالکراھۃ بل غایۃ الامر ان لایکون لازما))

''نفس قرأۃ سورہ فاتحہ تو ثابت ہے، لہٰذا اسے مکروہ کہنے کا کوئی راستہ نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں، کہ لازم فرض نہ ہو۔''

پس حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث ''دہلوی حجۃ اللہ البالغہ'' کے صفحہ ۲۸ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

((ومن السنۃ قرأۃ فاتحۃ الکتاب لانھا خیر الادعیۃ واجمعھا علیھا اللہ تعالیٰ عبادہ فی محکم کتابہ))

''سورہ فاتحہ جنازہ نماز میں پڑھنا مسنون ہے، چونکہ یہ دعاؤں میں بہتر اور جامع دعا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی محکم کتاب میں تعلیم فرمائی ہے۔''

علامہ سندھی حنفی حواشی صحاح ہیں، اور فاضل حسن شرن بلالی فرماتے ہیں۔ ((ولاوجہ للمنع عنھا)) ''کوئی وجہ اس کے پڑھنے سے منع کی نہیں۔''

علامہ ترکمانی حنفی الجواہر النقی علی سنن البیہقی کے صفحہ ۳۹ ج ۴ میں فرماتے ہیں۔

((مذھب الحنفیۃ ان القرأۃ لاتجب فی صلوۃ الجنازۃ لایجب ولا نکرہ ذکرہ القدوری فی تجدیدہ))

''حنفیہ کا تو مذہب یہ ہے کہ پڑھنا جنازہ کی نماز میں نہ ہی واجب ہے، اور نہ ہی مکروہ۔''

جب حنفیہ کے نزدیک واجب بھی نہیں اور مکروہ بھی نہیں، تو پھر اس کا پڑھنا مسنون یا مستحب اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ حنفیہ کا اصل مذہب نہیں یہ پچھلے لوگوں کا مذہب ہے، (جو اس کو مکروہ کہہ دیا، اور پھر مکروہ کو مکروہ تحریمی سے بیان کیا، حالانکہ کسی معتمد فقیہ نے مطلق قرأۃ کو نماز میں مکروہ تحریمی نہیں فرمایا، ہاں اس تفصیل سے تو ضرور لوگوں نے مکروہ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ دعا کی نیت سے جائز ہے اور قراۃ کرنے کی نیت سے مکروہ، دیکھو در مختار

((عندنا تجوز بنیۃ الدعاء (کبیری شرح منیۃ المصلی ص ۵۴۶ ولو قرأ الفاتحۃ بنیۃ الثناء الدعاء جائز))

بحر الرائق میں محیط اور تجنیس صاحب ہدایہ سے ہے۔

((ولو قرأ الفاتحۃ فیھا بنیۃ الدعاء فلا باس فی الاشیاء قالوان المأموم اذا قرأ الفاتحۃ فی صلوۃ الجنازۃ بنیۃ الذکر لایحزم علیہ))

مقتدی کو بھی ذکر کی غرض سے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا حرام نہیں، جو مطلق پڑھنے کو مکروہ وہ بھی تحریمی کہے، وہ بڑا ہی جاہل اور مذہب سے ناواقف ہے۔

مالابدمنہ کے صفحہ ۹۳ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں، اکثر علماء کرام برانند کہ فاتحہ ہم بخواند، اکثر علماء اس پر ہیں کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ بھی پڑھیں۔

قاضی صاحب نے مرتے وقت اپنے وصیت نامہ میں وصیت کی ہے کہ میرے جنازہ میں سورہ فاتحہ بھی پڑھنا، دیکھو ان کا وصیت نامہ مع بالابدمنہ صفحہ ۱۹۱ وبعد تکبیر اولیٰ سورۃ فاتحہ ہم خوانند ہاں قرأۃ کی نیت سے جو پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے، شامی اس کو کراہت تحریمی سے تعبیر کرتے ہیں، جو ٹھیک نہیں، بلکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ قرأۃ الجنازۃ فی صلاۃ الجنائز میں اس کراہت کو کراہت تنزیہی فرمایا ہے جو اولیت کے مدمقابل ہے۔ ((ما تصدھو محمول علی الکراھیۃ التنزیھیۃ التی ھی خلاف الاولیٰ کما لایخفی)) مجھے بڑا ہی تعجب معلوم ہوتا ہے، اُس مدعی علم سے کہ باوجود احادیث نبویہ و آثار صحابہ سے اس کے پڑھنے کے ثبوت ہوتے ہوئے مکروہ کہے وہ بھی تحریمی ہو، نبی ﷺ نے کس نیت سے پڑھی تھی، سورہ فاتحہ، یا ارشاد فرمایا وہ آپ کے بے بتلائے کون کہہ سکتا ہے، اور جو کہے وہ بے دلیل ہے۔ ((لان فیۃ الثناء امر مبطن لایعلم الا من الفاعل قال الفاضل حسن الشرنبلالی حکاہ عنہ))

فاضل لکھنوی حنفی تعلیق امام الکلام المسمی غیث الغمام میں فرماتے ہیں۔ ((مع انہ باطن فی نفسہ ایضا فان اختلاف النیۃ امر باطن لایطلع علیہ احد الا بیان من نوی)) لو سنو ہم اب اولاً مرفوع روایتوں کو بیان کرتے ہیں۔

(۱) ((عن جابر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ یکبر علی جنائز اربعاً و یقرأ بفاتحۃ الکتاب فی التکبیرۃ الاولیٰ راوہ الحاکم فی المستدرک والامام الشافعی فی کتاب الام قلت فیہ محمد بن عبداللہ بن عقیل قال الترمذی فی جامعہ فی باب مفتاح الصلوۃ الطھور ھو صدوق وقد تکلم فیہ بعض اھل العلم من قبل حفظہ و سمعت محمد بن اسمٰعیل یقول کان احمد بن حنبل و اسحٰق بن ابراہیم والحمیدی یحتجون بحدیث عبداللہ بن محمد بن عقیل قال محمد ھو مقارب الحدیث))

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے، اور پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔''

(۲) ((عن ام شریک الانصاریۃ الت امرنا رسول اللہ ﷺ ان نقرأ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب راوہ ابن ماجۃ قلت فیہ شھر بن حوشب قال ابن الھمام فی فتح القدیر ص ۱۱۱ الصحیح فی شھر التوثیق وثقہ ابوزرعۃ واحمد ویحییٰ ویعقوب بن شیبۃ قلت وکذا رجح توثیقہ العلامۃ الترکمانی الجواہر المنقی۔ والزیلعی فی نصب الرایۃ لہ وحماد بن ضعفر العبدی البصری قال ابن معین ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات علی ما فی تھذیب الحافظ))

ام شریک انصاریہ فرماتی ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھیں۔

(۳) ((وعن ام عفیف قالت بایعنا رسول اللہ ﷺ حین بایع النساء فاخذ علیھن ان لایحدثن الرجل الا محرما وامرنا ان نقوأ علی میتنا بفاتحۃ الکتاب رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عبدالمنعم ابو سعید وھو ضعیف کذا فی مجمع الزوائد فی المجلد الثانی ﷺ وذکر ھذا الحدیث ایضاً الحافظ ابن حجر فی الاصاب جلد ۴ ص ۴۷۷ لفظ الاصابۃ علی جنائنا))

ام عفیف ندیہ فرماتی ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیعت لی، جبکہ آپ نے عورتوں سے بیعت لی تھی، آپ نے ان عورتوں سے بیعت میں عہد لیا تھا کہ تم غیر محرم مرد سے باتیں نہ کرنا اور ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم اپنے جنازوں میتوں پر سورۃ فاتحہ پڑھیں۔

(۴) ((وعن اسماء بنت یزید قالت قال رسول اللہ ﷺ علی الجنازۃ فاقرأوا بفاتحۃ الکتب رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ مولیٰ بن حمران ولم اجد من ذکرہ وبقیۃ رجالہ موثقون فی بعض ھم کلام کذا فی مجمع الزوائد))

''اسماء بنت یزید بن السکن خطیبہ النساء فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر فرمایا پڑھو، سورہ فاتحہ کو۔''

(۵) ((وعن ابن عباس قال اُتی بجنازۃ جابر بن عتیک اوقال سھل بن عتیک وکان اول من صلی علیہ فی موضع الجنازہ فتقدم رسول اللہ ﷺ فکبر فقرأ بام القرآن فجھر بھا ثم کبر الثانیۃ فصلی علی نفسہ وعلی المرسلین ثم کبر الثالثۃ فدعا للمیت الحدیث راوہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ یحییٰ بن یزید بن عبدالملک النوفلی وھو ضعیف کذا فی مجمع الزوائد))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جابر بن عتیق یا سہل بن عتیق (شک راوی کا) کا جنازہ آپ کے سامنے لایا گیا، سب سے پہلے جنازہ تھا، جو مخصوص جنازہ پڑھنے کی جگہ میں پڑھا گیا، سو آپ آگے بڑھے، اور تکبیر کہی، پھر سورہ فاتحہ زور سے پڑھی، پھر دوسری تکبیر کہی، اور اپنی ذات پر اور تمام رسولوں پر درود شریف پڑھا، پھر تیسری تکبیر کہی اور میت کے لیے دعا کی۔''

یہ تو ہوئیں، صریح مرفوع روایتیں جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے میں اب ہم وہ روایتیں ذکر کرتے ہیں جنہیں صحابہ نے تو رعاً حضرت ﷺ کا نام نہیں ذکر کیا اور وہ روایتیں مرفوع ہیں۔

(۱) دیکھو صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قرأۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ ((عن طلحۃ بن عبداللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازۃ فقرأ بفاتحۃ الکتٰب قال لتعلموا انھا سنۃ قلت لھذا الحدیث الفاظ وقد رفعہ صریحاً بعض الرواۃ عنہ الا ان الترمذی قال فی الجامع الصحیح عن ابن عباس قولہ من السنۃ)) ''طلحہ بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس کے پیچھے ایک

جنازہ کی نماز پڑھی، توانہوں نے سورہ فاتحہ بھی پڑھی بعد میں دریافت کرنے پر کہا کہ تم معلوم کرلو کہ یہ سنت ہے۔''

(۲) ((عن ابی امامۃ بن سہل بن حنفی وکان من کبراء الانصار وعلماء ھم وابناء الذین شھدا وابدرا مع رسول اللہ ﷺ ان رجلا من اصحاب لا نبی ﷺ اخبرہ ان السنۃ فی الصلوۃ علی الجنازۃ ان یکبر الامام ثم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اخرجہ الطحاوی فی معانی الآثار والشافعی فی الام ومسندہ والبیھقی وسندا لطحاوی لا مطعون فیہ وکذا البیھقی الا ان فی روایۃ البیھقی اخبرہ رجال من اصحاب النبی ﷺ بدل رجل وقال قال الزھری وحدثنی بذلک ابوامامۃ وابن المسیب لیسمع فلم ذلک علیہ ابن شہاب فذکرت الذی اخبرہ ابوامامۃ من السنۃ فی الصلوۃ علی المیت لمحمد بن سوید فقال وانا سمت الضحاک بن قیس یحدث عن جبیب بن مسلمۃ فی صلاۃ صلھا عل المیت مثل الذی حدثنا ابوامامۃ رضی اللہ عنہ))

''ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف جوکہ انصار کے بڑوں میں سے ہے، اوران کے علماء میں سے ہیں، اور بدریوں کے فرزند انہیں کئی ایک نبی ﷺ کے اصحاب نے بتایا کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ کہ تکبیر کہے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے۔''

(۳) ((عن ابی امامۃ بن سہل بن حنفی یحدث السعید ابن المسیب قال الفتح فی الصلوۃ علی الجنازۃ ان تکبر ثم تقرأ ام القرآن ثم تصلی علی النبی ﷺ ثم تخلص الدعاء للمیت وَلَا تنقرأ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ اخرجہ ابن الجارود فی المنتقی ص ۲۶۵ قال الحافظ فی فتح بعد ان اخرجہ من کتاب عبدالرزاق والنسائی اسنادہ صحیح قلت اخرجہ ایضًا ابن ابی شیبۃ فی مصنفۃ فی الجزء الرابع ص ۱۱۱ وابن حزم فی المحلی جلدہ ص ۱۳۰))

''ابوامامہ، مذکور نے سعید بن المسیب سے کہا، جنازہ کی نماز میں سنت یہ کہ تکبیر کہے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے، پھر درود پڑھے، پھر خالص دعا کرے، قرأۃ صرف پہلی ہی تکبیر میں پڑھے۔ (شیبہ)''

صحابی جب من السنۃ کہے، تووہ حدیث بھی مرفوع ہی ہوتی ہے، تمام محدثین کے نزدیک امام نووی مقدمہ شرح صحیح مسلم صفحہ ۷ میں فرماتے ہیں۔

((واما اذا قال الصحابی امرنا بکذا او نھینا عن کذا او من السنۃ کذا فکلہ مرفوع علی المذھب الصحیح الذی قالہ الجمھور من اصحاب الفنون قال ابن الھمام فی الفتح قول الصحابی من السنۃ حکمہ الرفع عنہ الجمھور ذکرہ فی الحج))

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ ظفر الاصانی فی شرح مقدمہ جرجانی صفحہ ۱۱۳ میں بعد طویل بحث کے فرماتے ہیں۔

((اقول والاحسن عندی فی ھذا المبحث مذھب ائمۃ الحدیث وعلیہ اعتمادی))

''میری اس مبحث میں ائمہ حدیث کا مذہب بہت اچھا ہے، اسی پر میرا اعتماد بھی ہے۔''

اب چند آثار صحابہ کو ملاحظہ فرمادیں۔

(۱) ((عن عبید بن السباق قال صلی بنا سھل بن حنیف علی جنازۃ فلما کبر التکبیر الاولیٰ قرأ ام القرآن حتی اسمع من خلفہ اخرجہ البیھقی فی السنن ج ۴ ص ۳۹ والدرقطنی ج ۱ ص ۱۹۱ وابن شیبۃ فی المصنف فی الجزء الرابع ص ۱۱۳))

''عبید بن سباق فرماتے ہیں کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک جنازہ پڑھایا، پہلی تکبیر کہی تو سورہ فاتحہ پڑھی، اس طرح کہ مقتدیوں کو بھی سنایا۔''

(۲) ((روی ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود انہ قرأ علی الجنازۃ بالفاتحۃ کذا فی المحلی للشیخ سلام اللہ الدھلوی والمحلی لابن حزم ج ۵ ص ۱۲۹ والبیھقی ج ۴ ص ۳۹ وابن المنذر وسعید بن منصور))

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔''

(۳) ((ان المسور بن مخرمۃ صلی علی جنازۃ فقرأ فی التکبیرۃ الاولیٰ فاتحۃ الکتاب وسورۃ قصیرۃ ورفع بھما صوتہ اَخرجہ ابن حزم فی المحلی ج ۵ ص ۱۲۹))

''مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ایک جنازہ پر پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی سی سورت پڑھی اونچی آواز سے۔''

(۴) ((عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص انہ کان یقرأ بام القرآن بعد التکبیر الاولیٰ علی الجنازۃ اخرجہ الامام الشافعی فی کتاب ام ج ۱ ص ۲۶۶ والمسند ایضاً قال الامام الشافعی وبلغنا ذلک عن ابی بکر الصدیق وسھل بن حنیف وغیرھما من اصحاب النبی ﷺ))

''عبداللہ بن عمرو بن العاص تکبیر اولیٰ کے بعد جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے، ابوبکر صدیق اور سہل بن حنفی اور دیگر صحابہ سے بھی اسی طرح آیا ہے۔''

(۵) ((عن مجاہد رحمہ اللہ قال سألت ثمانیۃ عشر رجلا من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ عن الصلوۃ علی الجنازۃ فکلھم یقول کبر ثم اقرأ فاتحۃ ثم کبر ثم صلّی علی النبی ﷺ کذا فی غنیۃ الطالبین للشیخ عبدالقادر الجیلانی فی فصل صلوۃ الجنازۃ ج ۲ ص ۴۸ ا ورواہ الاثرم ذکرہ الشرنبلالے نقلا عن اسنادہ عن قاسم بن قطلوبغا علی م فی التعلیق الممجد))

''مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں اٹھارہ حضرت ﷺ کے صحابیوں سے جنازہ کی نماز کے متعلق دریافت کیا، سب نے یہی کہا کہ تکبیر کہہ پھر سورۃ فاتحہ پڑھ، ج پھر تکبیر کہہ، اور درود پڑھ اور بھی صحابہ کے آثار ہیں، جنہیں اختصار کی غرض سے ترک کیے دیتا ہوں۔''

امام ابن حزم نے جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے والوں میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو محلی صفحہ ۱۳۰ ج ۵ میں بیان کیا ہے، تابعینوں میں سے بھی بہت سے افراد ایسے ہیں، جو جنازہ میں سورہ فاتحہ کو مسنون جانتے ہیں، خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں نقل فرمایا ہے۔

((قال الحسن یقرأ علی الطفل بفاتحۃ الکتاب ویقول اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَاَجْرًا))

''خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں بچے پر سورۃ فاتحہ اور ((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا)) اخیر تک پڑھا جائے۔''

غرضیکہ سورہ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھنا نبی ﷺ اور صحابہ وتابعین سے ثابت ہے، جو یہ کہے کہ کسی صریح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں وہ محض لغو کہتا ہے، اس نے ان حدیثوں کو یا تو دیکھا ہی نہیں، یا اگر دیکھا بھی ہے تو نفسانیت و عصبیت کے نقاب نے بصارت قلبی پر پورا قبضہ کر رکھا ہے، بھلا کوئی ان صحاح صراع کا انکار ذوی البصارت کر سکتا ہے۔ اللہ میاں اُسے نیک سمجھ دے، فاضل ابن الہمام سے بھی ایک ایسی ہی غفلت ہوگئی ہے کہ انہوں نے بھی لکھ دیا کہ ((لم یثبت القرأۃ عن رسول اللّٰہ ﷺ کام فی الفتح)) اس قدر واضح بات کا انکار کرنا ان جیسے محقق کی شان سے بعید ہے۔ ہم نے تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا، تب بھی ان کے اس کہنے سے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی حرمت ثابت نہیں ہو سکتی، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صلوۃ الجوائز میں فرماتے ہیں۔ ((اذا کل مالم یثبت فعل علیہ السلام لم یلزم من ان یکون حراماً او مکروھاً بل یتوقف حکمھا علی نہی قطعی او ظن)) اس لیے کہ جس چیز کا کرنا آپ سے ثابت نہ ہو، اس سے یہ لازم نہیں آتا، کہ ہو چیز حرام یا مکروہ ہے، بلکہ ان دونوں کے حکم کے لیے قطعی ممانعت یا ظن کا ثبوت چاہیے، اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے یعنی جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کسی ایک حدیث میں بھی ثابت نہیں، اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے یعنی جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کسی ایک حدیث میں بھی ثابت نہیں صرف حدیث ((اَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءِ)) سے استدلال کیا ہے یہ بھی بڑی جدوجہد کے بعد انہیں دلیل ملی ہے، فاضل علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ غیث الغمام صفحہ ۸۳۸ میں فرماتے ہیں، ((وغایۃ ما استدل بہ اصحابنا ھو حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً اذا زصلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء وھولاء یثبت منع القرأۃ بل الغرض منہ الاکثار فی الدعاء للمیت والاخلاص فیہ یستجاب فافھم واستقم)) بہت بہت کر کے جانفشانی سے اگر ہمارے حنفیوں کو دلیل ملی جس سے انہوں نے مذہب کی دلیل پکڑی ہے، وہ صرف ابوہریرۃ کی حدیث ہے، مرفوع کہ تم جب میت کے لیے نماز پڑھو، تو خلاصیت سے اس کے حق میں دعا کرو، سو اس سے پڑھنے کی ممانعت نہیں ثابت ہو سکتی، بلکہ اس سے تو صرف اسی قدر غرض ہے، کہ خوب خلاصیت کے ساتھ میت کے حق میں دعا کرنا چاہیے تاکہ دعا قبول ہو، آسان بات کو سمجھو، سیدھی راہ چلو۔

امام ابن حزم محلی صفحہ ۱۳۰ میں فرماتے ہیں۔

((واحتج من منع من قرأة القراٰن فيما بان قالوا اروی عن النبی ﷺ اَخلِصُوالِلہ الدعاء وقال ابو محمد ھٰذا حدیث ساقط ما روی قط منم طریق یستغل بھا ثم لسوصح لما منع من القرأة لانہ لیسن فی اخلاص الدعاء المیت عن القرأة و نحن نخلص لہ الدعاء وفقرا کما اُمِرنا))

جنازہ کی نماز میں پڑھنے والوں نے حدیث ((اَخلِصُوالِلہ الدُّعَاء)) سے استدلال کیا ہے، امام ابن حزم کہتے ہیں اولاً تو یہ حدیث بھی قابل حجت نہیں، اور نہ ہی ایسے طریق سے وارد ہے کہ اس کے جواب میں مشغولتی کی جائے، ثانیاً اگر اس کی صحت کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی پڑھنے کی ممانعت نہیں ہو سکتی، اخلاص دعاء مانع قرأة نہیں، ہم اخلاص بھی دعا میں کرتے ہیں، اور پڑھتے بھی ہیں، جس طرح ہمیں شارح علیہ السلام کا حکم ہوا، علامہ فاضل لکھنوی تعلیق المجد صفحہ ۱۳۱ میں فرماتے ہیں، حسن شرنبلای صاحب مراقی الفلاح نے ایک رسالہ بنام ((النظم المستطاب الحکم القرأة فی صلوة الجنازة بام الکتاب تصنیف)) کیا ہے۔ ((وفیھا علی من ذکر الکراھة بدلائل شافیة وھذا ھوالاء لی لثبوت ذلک عن رسول اللہ ﷺ)) اس میں کراہیت کہنے والوں پر کافی شافی دلیلوں سے رد کیا ہے، اور یہ اولیٰ ہے، حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہونے کی وجہ ہے، ۔ واللہ اعلم۔

جواب نمبر (۲) :... سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی ایک سورت کا ملانا شرعاً درست ہے، حدیث مسور بن مخرمہ نمبر ۱ آثار صحابہ میں دیکھو، نیز((عن طلحة بن عبد اللّٰہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ بفاتحة الکتاب وسورة وجھر حتی اسمعنا فلما فرغ اخذت بیدہ فسألتہ فقال سنة وحق اخرجہ النسائی وابن الجارود فی المنتقی ص ۳۶۴ وسنادھما صحیح وذکر السورة ابن الجارود باسانید کلھا صحاب جیاد وما قلہ البیھقی ذکر السورة غیر محفوظ فقد تعقب علیہ العلامة التر کمانی فی الجواھر النقی ج ۴ ص ۳۸ وقال بل ھو محفوظ رواہ النسائی عن الھیثم بن ایوب عن ابراہیم بن سعد بسندہ))

''طلحہ بن عبداللہ بن عوف نے کہا میں نے ابن عباس کے پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی، انہوں نے سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ زور سے پڑھی، سلام کے بعد میں نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا، اور دریافت کیا تو مجھے جواب دیا کہ یہ سنت اور حق ہے، واللہ اعلم۔''

جواب نمبر (۳) :... نماز جنازہ کو زور سے پڑھنا شرعاً درست ہے، دیکھو مستورد بالا حدیثیں، نیز منتقی لابن الجارود ص ۲۶۴ میں ابن عباس رضی اللہ عن کی روایت کے لفظ یہ ہیں۔ ((انما جھرت لا علمکم انھا سنة والامام کفاھا)) زور سے پڑھنا درست نہ ہوتا تو یہ روزے پڑھ کر یہ نہ فرماتے۔ نیز جنازہ زور سے پڑھنا نبی ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ دیکھو فتح القدیر صحہ ۱۹۱۰۲ ج ۱ ((روی ابو داؤد عن واثلة بن الاسقع قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ علی رجل من المسلمین فسمعتہ یقول اَللّٰھُمَّ ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک الحدیث وروی ایضاً حدیث ابی ھریرة سمعت من النبی ﷺ یقول اَللّٰھُمَّ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا اَنْتَ ھدیتھا للاسلا)) ''واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نماز پڑھائی ہمیں رسول الہ ﷺ نے ایک مرد مسلمان کی میں نے سنا، آپ کو کہتے ہوئے، ((اَللّٰھُمَّ ان فلان بن فلان)) اس جگہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے ((فی ذمتک وحبل جوارک)) اخیر تک اور نیز مروی ہے، ابو ہریرۃ سے انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کو کہتے سنا ((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا)) اخیر تک۔''

ان حدیثوں سے صاف اور واضح طور سے ثابت ہوا کہ جنازہ زور سے پڑھنا، حضرت ﷺ سے ثابت ہے، اسے مکروہ کہنا عصبیت سے خالی نہیں، جو کام نبی ﷺ سے ثابت ہو، اُسے برا کہنا برا جاننا مکروہ کہنا ایک مسلم انسان کا دل کیونکر گوارا کر سکتا ہے، اُس نے تو اپنے نبی کے فعل پر حرف گیری کی، اللہ میاں نیک توفیق دے، ماحصل اس کا یہ ہے کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورۃ کا پڑھنا اور نیز جنازہ کی نماز آواز سے پڑھنا شرعاً ثابت ہے، مکروہ یا حرام کہنا بے علمی و بے خبری کا ثمرہ ہے، واللہ اعلم، ((وعلمہ اتم واحکم ہزا ما سخ بیالی الفاتر وانا الراجی رحمة اللہ ربہ،)) ابو عبد الکبیر محمد، عبد الجلیل السامرودی کان اللہ لہٗ، حررہ ثمان و عشرین من رجب المرجب احد من شھور سنة اثنین و خمیس وثلاثا بعد الالف وصلی اللہ النبی وآلہ واصحابہ وسلم،

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد05ص140-151